

اسلام میں عبادت

کیفیات اور رسوم

انسان میں عبادت کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے اس لیے کہ اس کی بنیاد خالق کی ہستی اور اس کے احسانات کے شعور پر ہے جو انسان کی فطرت میں اس طرح پیوست ہے کہ کوئی چیز اسے اس سے جدا نہیں کر سکتی۔ مذہب اپنی نفسیاتی بنیاد کے لحاظ سے تمام تر انسان کے جذبہ شکر و اعتراف کی تصویر ہے۔ انسان جب کائنات میں اپنے مالک کی قدرت و عظمت کے بے شمار مظاہر کا مشاہدہ کرتا اور اپنی روزہ مرہ زندگی میں اس کی بے پایاں رحمت و ربوبیت کا تجربہ کرتا ہے تو اس کے دل میں شکر و تعظیم، خشیت و تضرع اور امید و توقع کے بے پناہ جذبات اٹھ اٹھتے ہیں۔ یہ روحانی جذبات جب مختلف رسوم کی شکل میں ایک جسمانی قالب اختیار کرتے ہیں تو اس سے عبادت وجود میں آتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ایک مکمل اور فطری عبادت وہی ہے جو اعلیٰ جذبات و کیفیات اور اعلیٰ رسوم دونوں کے امتزاج سے وجود میں آئے۔ جذبہ نامکمل ہے اگر اس کے اظہار کے لیے رسوم کا سہارا نہ لیا جائے، اور رسوم کی حیثیت محض ایک مشینی عمل کی ہے اگر ان کی پشت پر خالص اور سچے جذبات کا فرما نہ ہوں۔ انسانی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ انسان اپنے دوسرے بہت سے معاملات کی طرح اس معاملے میں بھی اعتدال پر قائم نہیں رہ سکا بلکہ اکثر و بیشتر افراط و تفریط ہی میں مبتلا رہا۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس معاملے میں بھی آس سوئے افلاک کی طرف سے انسان کو رہنمائی میسر آئے جو اس کے اس فطری تقاضے کی تشفی و تکمیل کا سامان مہیا کر سکے۔

آئیے دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ آخری شریعت میں جو نظام عبادت تجویز فرمایا ہے، اس میں کس خوبی کے ساتھ ان دونوں پہلوؤں کی رعایت کی گئی ہے۔

رسوم عبادت کی تعیین

اس نظام عبادت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اس میں رسوم عبادت بالکل متعین طور پر بتادی گئیں اور ان کی تمام حدود

وقیود کو واضح کرتے ہوئے ان میں کمی بیشی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”من احدث فی امرنا هذا مالیس فیہ“ (جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے، وہ قابل رد ہے“)

نیز فرمایا:

ایسا کم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعة و کل بدعة ضلالة (۲) نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

اس کی حکمت ایک تو یہ ہے کہ اس طریقے سے انسان کے جذبہ عبادت کی تربیت کے لیے ایک بالکل متوازن اور فطری نظام مہیا ہو جاتا ہے جس میں انسان کے تمام نفسیاتی تقاضوں کو نہایت عمدگی سے سمودیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کے خالق سے بڑھ کر کوئی ذات اس کے روحانی و نفسیاتی تقاضوں کو نہیں سمجھ سکتی، لہذا کوئی بھی طریقہ خدا کے بتائے ہوئے طریقے سے بڑھ کر ان تقاضوں کی تسکین نہیں کر سکتا۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ اس طریقے سے عبادت کے جذبے کو ان تمام غیر فطری تجاذبات اور آمیزشوں سے محفوظ رکھنے کا سامان ہو جاتا ہے جن کی مثالیں نسل انسانی کی تاریخ میں جا بجا دیکھی جاسکتی ہیں۔ مظاہر پرست مذاہب، عیسائیت کی رہبانیت اور مبتدعانہ تصوف میں عقل و فطرت کے منافی جو طریقہ ہائے عبادت اختیار کیے گئے، ان کو اگر سامنے رکھا جائے تو اس بات کی حکمت سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔

تیسری حکمت یہ ہے کہ رسوم عبادت کا ایک متعین نظام دوسرے مذاہب سے مذہب حق کے امتیاز کا ایک نہایت قوی خارجی عامل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف مذاہب میں باہمی امتیاز صرف ان کے رسوم عبادت ہی سے ممکن ہے۔ جہاں تک ان رسوم کے پس منظر میں موجود جذبات و نفسیات کا تعلق ہے تو وہ، جیسا کہ ہم نے عرض کیا، سب مذاہب میں مشترک ہیں اس لیے کہ وہ انسان کے فطری جذبات ہیں۔ چنانچہ اگر ایک متعین طریقہ عبادت کی عصبيت لازم نہ کی جائے اور ہر قسم کے طریقوں کو اختیار کرنے کی اجازت ہو تو سماجی سطح پر مذہب حق کی حفاظت اور دوسرے مذاہب سے اس کے امتیاز کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی اور ظاہر ہے کہ خدا کی حکمت میں یہ بات ناقابل تصور ہے۔

کیفیات کی اہمیت

اسلامی نظام عبادت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس میں روحانی جذبات و کیفیات اپنے بالکل فطری مقام پر رکھے

گئے ہیں۔ آئیے اس حقیقت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیں۔

سب سے پہلی حقیقت جو قرآن اور حدیث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے، یہ ہے کہ عبادات میں اللہ کے نزدیک اصل قدر و قیمت ظاہری رسوم کی نہیں بلکہ انسان کے داخلی جذبہ کی ہے۔ سورۃ الحج میں قربانی کے متعلق ارشاد ہے:

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لَحْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا "اللہ کو ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں
ولكن يناله التقوى منكم (۳)

عمل انجام دیتے ہو)

چنانچہ اسلام میں کسی عمل کے کمال کے مدار ہی اس بات پر ہے کہ اس کے ادا کرتے وقت انسان کی کیفیاتی حالت کیا تھی۔ دین میں روحانی لحاظ سے منتہائے کمال "احسان" کا درجہ ہے، جس کا لغوی معنی ہے کسی کام کو بہترین صورت میں انجام دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

ان تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس انہماک کے
تراہ فانہ یراک (۴)

کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔"

اسی بنیاد پر اعمال کے اجر و ثواب میں بھی کمی ہوتی ہے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الرجل لينصرف وما كذب له الا "آدمی نماز پڑھ کر پلٹتا ہے تو کسی کو دسواں حصہ
عشر صلاته، تسعها، ثمنها، سبعها،
سدسها، خمسها، ربعها، ثلثها،
نصفها (۵)

اگر عبادت کا عمل اس جذبے سے تہی ہو کر محض رسوم کی ادائیگی تک محدود رہ جائے تو اللہ کے نزدیک اس کا کوئی وزن نہیں ہے۔ چنانچہ دیکھئے:

روزے کا مقصد انسان کو ضبط نفس کی تربیت دینا ہے۔ اگر انسان ظاہر ا کھانا پینا تو چھوڑ دے لیکن خواہشات
نفس پر کنٹرول نہ کرے تو اس کا بھوکا پیاسا رہنا محض ایک بے کار عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من لم يدع قول الزور والعمل به "اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور گناہ کے کام کرنا نہیں
فليس لله حاجة في ان يدع طعامه

ضرورت نہیں ہے“

وشرابہ (۶)

نیز فرمایا:

رب صائم لیس لہ من صیامہ الا ”بہت سے روزے دار ایسے ہیں جنہیں سوائے
الجوع ورب قائم لیس لہ من: قیامہ الا بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے
السهر (۷) رات کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں سوائے
جاگنے کے کچھ نہیں ملتا“

اسی طرح اتفاق کی بنیاد ہمدردی اور تعاون باہمی کے جذبہ پر ہے۔ اگر یہ جذبہ مفقود ہو تو قرآن کی رو سے
اتفاق کا عمل ہی بالکل باطل ہو جاتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم ”اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر
بالمن والاذی (۸) اور تکلیف دے کر برباد نہ کر ڈالو“

قرآن خدا کا کلام ہے اور اس کی تلاوت کا محرک اگر طلب ہدایت کا جذبہ ہو تو یہ ایک نفع اکسیر ہے۔ لیکن اگر
یہ داعیہ ہی موجود نہ ہو تو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا:

مثل المنافق الذی یقرأ القرآن ”ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، اس
کالریحانۃ ریحھا طیب وطعہما مر خوشبودار پودے کی ہے جس کی بو تو اچھی ہے لیکن
(۹) اس کا ذائقہ کڑوا ہے“

نماز کی ظاہری ہیئت

اس کے بعد دیکھئے کہ اسلام میں نماز کی جو ظاہری ہیئت مقرر کی گئی ہے اور اس کے لیے جن آداب و قیود کی
پابندی لازم کی گئی ہے، ان سب کا مقصود انسان کی داخلی کیفیات کو ایک بہترین ذریعہ اظہار فراہم کرنا ہے۔

طہارت، ستر اور استقبال قبلہ نماز کے لیے شرط کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ شرائط وہ خاص کیفیاتی ماحول پیدا
کرنے میں مدد دیتی ہیں جس میں عبادت انسان سے مطلوب ہے۔ طہارت اور ستر کا اہتمام نمازی کے اندر یہ
احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہے تو پاک صاف ہو کر اور باادب طریقے سے حاضر
ہو۔ قبلہ کی طرف رخ کر کے گویا وہ اپنے رب کے روبرو کھڑا ہو جاتا اور اس سے راز و نیاز کرتا ہے۔ مسجد اگرچہ نماز

کے لیے شرط کی حیثیت نہیں رکھتی، لیکن عام طور پر مسلمان مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ مسجد کا تصور خدا کے گھر کا ہے اور یہاں آ کر ایک طرف پاکیزگی اور تقدس اور دوسری طرف ادب و عاجزی کے جو احساسات انسان کو گھیر لیتے ہیں، ان کی اہمیت ان کیفیات کے پیدا کرنے میں محتاج بیان نہیں جو کہ عبادت کی اصل روح ہیں۔

نماز کا ظاہری ڈھانچہ اپنی ہر ادا کے لحاظ سے بحر و بندگی کی بہترین تصویر پیش کرتا ہے۔ یہ ڈھانچہ چار بنیادی افعال پر مشتمل ہے: قیام، رکوع، سجود اور قعدہ۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک عمل بجائے خود تذلل اور عاجزی کے اظہار کی نہایت اعلیٰ شکل ہے لیکن نماز میں قیام سے بتدریج سجدے کی حالت میں جانے کی ترتیب نے اظہار عاجزی کے پہلو سے ان میں وہ حسن و کمال پیدا کر دیا ہے کہ اس سے بہتر کوئی چیز متصور نہیں ہو سکتی۔ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

”نماز کے لیے جب بندہ کھڑا ہوتا ہے تو عمر و دیا ز مندی کی تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہاتھ باندھے ہوئے نگاہ نیچی کیے ہوئے گردن جھکائے ہوئے پاؤں برابر کیے ہوئے، یمن و شمال اور آگے پیچھے سے بالکل بے تعلق، بنیدگی اور خاموشی کی تصویر ادب اور وقار کا مجسمہ۔ کبھی اپنے خالق و مالک کے آگے سر جھکا دیتا ہے۔ کبھی اپنی ناک اور پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے، کبھی ہاتھ پھیلا کر اس سے دعا اور التجا کرتا ہے۔ (کبھی دو زانو ہو کر باادب اس کے سامنے بیٹھ جاتا ہے) غرض عاجزی اور تذلل کی جتنی شکلیں بندہ اختیار کر سکتا ہے ادب اور وقار کے ساتھ ان ساری ہی شکلوں کو اختیار کرتا ہے۔ اس طرح ایک نماز پڑھنے والے کی جو تصویر سامنے آتی ہے وہ صاف گواہی دیتی ہے کہ بندہ اپنے مالک و مولیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ دیکھ نہیں رہا ہے تو یہ یقین تو ضرور رکھتا ہے کہ اس کا مالک و مولیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔“ (۱۰)

نماز کے آداب

نماز کا سب سے بنیادی ادب، جس سے اس کے تمام ذیلی آداب متفرع ہوتے ہیں، یہ ہے کہ نمازی ہر لمحہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھے کہ وہ اپنے مالک و آقا کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ یہ کیفیت ذہنی و قلبی طور پر اس طرح نمازی پر غالب ہونی چاہئے کہ ہر ہر ادا اور ہر ہر کلمہ کی ادائیگی کرتے ہوئے وہ یہ محسوس کرے کہ اس کا رب اس کے سامنے اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہے اور نہ صرف اس کی التجاؤں کو سن رہا ہے بلکہ ان کا جواب بھی دے رہا ہے:

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الاحسان ان تعبد الله كأنك تراه فانہ ”عبادت کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ تم اس طرح اللہ

ان لم تکن تراه فانہ یراک (۱۱) کی عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، کیونکہ اگر تم

اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے“

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانه
یناجی ربہ فلیعلم احدکم ما یناجی
ربہ (۱۲)

”جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے
راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے۔ سو اسے پتہ ہونا چاہئے کہ
وہ اپنے رب سے کیا راز و نیاز کر رہا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یقول اللہ تعالیٰ: قسمت الصلاة بینی
وبین عبدی نصفین ولعبدی ما سال۔
فاذا قال العبد: الحمد لله رب
العالمین، قال اللہ تعالیٰ: حمدنی
عبدی۔ واذا قال: الرحمن الرحیم،
قال اللہ تعالیٰ: اثنی علی عبدی۔ فاذا
قال: ملک يوم الدين، قال: محمدي
عبدی۔ فاذا قال: اياک نعبد و اياک
نستعین، قال: هذا بینی وبین عبدی
ولعبدی ما سال۔ فاذا قال: اهدنا
الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم
ولا الضالین، قال: هذا لعبدی ولعبدی
ما سال (۱۳)

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور
اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا
ہے۔ اس کا نصف حصہ میرے لیے ہے اور نصف
میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ
بخشا گیا جو اس نے مانگا۔ جب بندہ الحمد لله
رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
میرے بندے نے میرا شکر یہ ادا کیا اور جب وہ
الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میرے بندے نے میری تعریف بیان کی ہے اور
جب وہ مالک يوم الدين کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی ہے
اور جب بندہ اياک نعبد و اياک نستعین کہتا ہے تو
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ حصہ میرے اور میرے
بندے کے درمیان مشترک ہے اور میں نے اپنے
بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔ پھر جب بندہ
اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے

کے لیے ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو

اس نے مانگا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ
سَاجِدٌ فَاکْثَرُوا الدَّعَاءَ (۱۳)
”آدی جس حالت میں سب سے زیادہ اپنے رب
کے قریب ہوتا ہے، وہ سجدے کی حالت ہے۔ اس
لیے سجدے میں کثرت سے دعا کیا کرو“

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجْدًا مَعَهُ سَبْعَةٌ
اَطْرَافُ: وَجْهُهُ وَكَفَاؤُهُ وَرُكْبَتَاهُ
وَقَدَمَاهُ (۱۵)
”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے جسم کے سات
اعضا بھی اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں: اس کا
چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں“

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ
وَاِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ
وَاِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا (۱۶)
”ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جیسے چہرہ کرتا
ہے۔ اس لیے جب تم چہرے کو زمین پر رکھو تو
دونوں ہاتھ بھی رکھا کرو اور جب چہرے کو زمین
سے اٹھاؤ تو ہاتھ بھی اٹھالیا کرو“

اس بنیادی ادب سے حسب ذیل آداب متفرع ہوتے ہیں:

۱۔ نماز کو سکون و اطمینان اور دل جمعی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ حضرت ابو مسعود البدریؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَحْزِي صَلَاةَ الرَّجُلِ حَتَّى يَقِيمَ
ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (۱۷)
”اگر آدمی رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا
نہیں کرتا (یعنی اطمینان سے رکوع و سجدہ نہیں کرتا)
تو اس کی نماز نہیں ہوتی“

رفاعہ بن رافع کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

وَإِنْ انْتَقَصَتْ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصَتْ مِنْ
صَلَاتِكَ (۱۸)
”اگر تم اس اطمینان میں کمی کرو گے تو تمہاری نماز
میں کمی واقع ہو جائے گی“

عبدالرحمن بن شہل سے روایت ہے کہ:

نہی رسول اللہ ﷺ عن نقرة الغراب
”رسول اللہ ﷺ نے کوئے کی طرح ٹھونگے
لگانے (یعنی جلدی جلدی سجدہ کرنے) سے منع
(۱۹)

فرمایا۔“

۲۔ ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے جبکہ انسان ذہنی یا قلبی لحاظ سے اپنی توجہ نماز میں مرکوز نہ رکھ سکے:
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا صلاة بحضرة الطعام ولا وهو
”ایسی حالت میں نماز نہ پڑھو جبکہ کھانا لگ چکا ہو
یدافعه الاخبثان (۲۰)
اور ایسی حالت میں بھی نہیں جبکہ پیٹاب یا پاخانہ
تک کر رہے ہوں“

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا نعس احدكم في الصلاة فليرقد
”اگر تم میں سے کسی کو نماز میں اوکھ آئے تو وہ جا کر
حتى يذهب عنه النوم فان احدكم اذا
سو جائے یہاں تک اس کی نیند پوری ہو جائے۔
صلى وهو ناعس لعله يذهب يستغفر
کیونکہ اگر وہ نیند کی حالت میں نماز پڑھے گا تو کیا
فيسب نفسه (۲۱)
پتہ وہ گناہوں کی معافی مانگنا چاہے لیکن اپنے حق
میں کوئی بری بات کہہ بیٹھے“

۳۔ اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ کوئی چیز خارجی طور پر نمازی کی توجہ میں خلل ڈالنے کا باعث نہ بنے:
حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من استطاع منكم ان لا يحول بينه
”اگر تم یہ اہتمام کر سکو کہ تمہارے اور قبلے کے
وبين قبلته احد فليفعل (۲۲)
درمیان کوئی شخص رکاوٹ نہ بنے تو ضرور کرو“

اسی وجہ سے نمازی کے آگے سے گزرنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ابو جہیمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا
”اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم
عليه لكان ان يقف اربعين خيرا له من
ہو جائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوتا ہے تو وہ چالیس سال
ان يمر بين يديه (۲۳)
تک وہاں کھڑا رہنے کو نمازی کے آگے سے

گزرنے سے بہتر سمجھے۔“

اونٹوں کے باڑوں میں نماز کی ممانعت بھی اسی علت پر مبنی ہے۔ عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تصلوا فی عطن الابل فانها خلقت
من الحن الاترون عیونہا وہبابہا اذا
نفرت؟ (۲۳)
”اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ ان
میں جنات جیسی خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ تم ان کی
آنکھوں کو اور ان کے ہيجان کو نہیں دیکھتے جب یہ
مگڑے ہوئے ہوتے ہیں؟“

یعنی چونکہ اس حالت میں آدمی اونٹ کی طرف سے نقصان کے خدشے کے پیش نظر نماز میں توجہ مرکوز نہیں رکھ
سکتا، اس لیے اونٹوں کے قریب نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک تصویروں والی چادر میں نماز پڑھی تو نماز کے
دوران میں آپ کی نظر تصویروں پر پڑ گئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور
اس سے ایک سادہ چادر لے آؤ۔ اس چادر نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا۔“ (۲۵)
حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے حجرے کے ایک کونے میں ایک تصاویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا۔
ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

امیطی عنی هذا القرام فانها لا تزال
تصاویرہ تعرض علی فی صلاتی (۲۶)
”یہ پردہ ہٹا دو، اس کی تصویریں نماز میں مسل
میری توجہ میں خلل انداز ہوتی ہیں۔“
حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
لا یجھر بعضکم علی بعض بالقراءۃ
فی الصلاۃ (۲۷)
”نماز پڑھتے ہوئے اونچی آواز سے قرآن پڑھ کر
دوسرے نمازی کی نماز میں خلل مت ڈالو“

۴۔ نماز میں اس قسم کا ہر کلام ممنوع ہے جو عبادت کے زمرے میں نہ آتا ہو:
معاویہ بن الحکمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان هذه الصلاۃ لا یصلح فیہا شیء من
کلام الناس انما هو التسیب والتکبیر
وقراءۃ القرآن (۲۸)
”نماز میں عام لوگوں کا کلام جائز نہیں ہے۔ اس
میں تو بس اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کی جاتی ہے
اور قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے“

ماہنامہ الشریعہ / جولائی ۲۰۰۱ء

۵۔ ہر ایسا کام ممنوع ہے جو ادب و قار اور خشوع و خضوع کے منافی ہو:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لینتھین اقوام یرفعون ابصارہم الی السماء فی الصلاة او لا ترجع الیہم
”جو لوگ نماز میں آسمان کی طرف اپنی نظریں اٹھاتے ہیں، وہ ایسا کرنے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں ہی جہنم لی جائیں گی“ (۲۹)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان احدکم اذا قام فی صلاتہ فانہ یناجی ربہ فلا یرقن احدکم قبل قبلتہ
”جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو تو اپنے رب سے راز و نیاز کر رہے ہوتے ہو، اس لیے قبلے کی طرف مت تھوکا کرو بلکہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لیا کرو“ (۳۰)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

انما هو اختلاس یختلسہ الشیطان من صلاۃ العبد (۳۱)
”یہ تو شیطان کا ایک چھپنا ہے جس سے وہ بندے کی نماز کا ایک حصہ چھین کر لے جاتا ہے“

جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو جب ہم سلام پھیرتے تو اپنے ہاتھوں نے بھی اشارہ کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: یہ کیا کرتے ہو کہ اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارے کرتے ہو جیسے وہ شری گھوڑوں کی دیں ہوں۔ جب سلام پھیرو تو بس اپنے بھائی کی طرف مڑ جایا کرو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کیا کرو۔ (۳۲)

۶۔ ہر ایسا کام ممنوع ہے جو عیث ہو اور جس سے ظاہر ہو کہ نمازی کی توجہ نماز کے اندر نہیں بلکہ کہیں اور ہے:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

امر النبی ﷺ ان لا یکف شعرا ولا ثوبا (۳۳)
امیر النبی ﷺ نے نماز کی حالت میں کپڑوں اور بالوں کے ساتھ کھینچنے سے منع فرمایا۔

حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا توضا احدکم فاحسن وضوءہ ثم ”جب تم میں سے کوئی آدمی اچھی طرح وضو کر کے

ماہنامہ الشریعہ / جولائی ۲۰۰۷ء

خرج عامدا الى المسجد فلا يشبكن مسجد کی طرف نکلے تو ہاتھوں کی انگلیاں ایک
يديه فانه في صلاة (۳۴) دوسرے میں مت پھنساے کیونکہ (نیت کے اعتبار
سے) وہ نماز ہی کی حالت میں ہے“

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصالح في الصلاة والملتفت ”نماز میں ہنسنے والا، ادھر ادھر دیکھنے والا اور

والمفقع اصابعه بمنزلة واحدة (۳۵) انگلیاں پٹختانے والا سب ایک جیسے ہیں“

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا ثاء ب احدكم في الصلاة فليكظم ”اگر کسی کو نماز میں بھائی آئے تو وہ حتی الوسع اس کو

ما استطاع فان الشيطان يدخل (۳۶) دبائے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے“

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا قام احدكم في الصلاة فلا يمسه ”اگر کوئی نماز میں کھڑا ہو تو زمین پر سے نکل نہ بٹائے

الحصى فان الرحمة تواجهه (۳۷) کیونکہ سامنے رحمت نازل ہو رہی ہوتی ہے“

۷۔ جسم اور لباس کی ہر ایسی ہیئت جو ادب اور خشوع و خضوع کے منافی ہو نماز کی حالت میں ممنوع ہے:

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کی ایک چادر جو بدھ میں پیش کی گئی تھی، اوڑھ کر

نماز پڑھی لیکن نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ نے اسے زور سے کھینچ کر اتار دیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے

فرمایا:

لا ينبغي هذا للمتقين (۳۸) ”یہ لباس خدا سے ڈرنے والوں کے شایان شان

نہیں ہے“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله جل ذكره لا يقبل صلاة رجل ”جو شخص اپنا تہبند لگا کر (کبکھرتے ہوئے) نماز

مسبل ازاره (۳۹) پڑھے، اللہ کی اس کی نماز قبول نہیں فرماتے“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ

نہی رسول الله ﷺ عن السدل في ”رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کپڑا لگانے اور

الصلاة وان يغطي الرجل فاه (۴۰) منہ کو ڈھانکنے سے منع فرمایا۔“

ماہنامہ الشریعہ / جولائی ۲۰۰۱ء

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں جو بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے، فرمایا:

انما مثل هذا مثل الذی یصلی وهو ”یہ تو ایسے ہی ہے جیسے آدمی اس حالت میں نماز مکتوف (۴۱) پڑھے کہ اس کی مشکلیں کسی ہوئی ہوں“

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

لا یفتشرش احدکم ذراعیہ افتراش ”تم میں سے کوئی شخص (سجدے کی حالت الکلب (۴۲) میں) کتے کی طرح اپنے بازو زمین پر نہ بچھائے“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کی حالت میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (۴۳)

روحانی کیفیات

اسلام میں عبادت محض چند جسمانی رسوم بجالانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک زندہ عمل ہے جس کے دوران میں انسان پر عبودیت اور عاجزی کی مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں اور دین کا مطالبہ یہ ہے کہ انسان ان کیفیات کے جواب میں بے حسی کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ اپنا رد عمل (Response) بھی ظاہر کرے۔ اس کے کچھ طریقے مستقل طور پر نماز کا حصہ بنادیے گئے۔ ... کچھ ایسے ہیں کہ جنہیں انفرادی اذواق پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ چنانچہ دیکھئے:

۱۔ امام جب مقتدیوں میں ہمسندگی کرتے ہوئے سورہ فاتحہ کی شکل میں ایک نہایت پر تاثیر دعا کی تلاوت کرتا ہے تو مقتدیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس دعا کے اختتام پر آمین کہہ کر اس میں اپنی شرکت کا اظہار کریں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ”جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین فانہ من وافق الضالین کہے تو تم آمین کہا کرو۔ کیونکہ (اس موقع پر فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور) جس کی آمین قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (۴۴)

تمام گناہ معاف ہو جائیں گے“

۲۔ رکوع سے اٹھتے ہوئے جب امام سمع اللہ لمن حمدہ (اللہ تعالیٰ ان کی فریاد سنتا ہے جو اس کی حمد کرتے ہیں) کہتا ہے تو حکم ہے کہ مقتدی فوراً اس کا جواب دیتے ہوئے ہوئے کہیں: ربنا ولك الحمد (اے ہمارے پروردگار! تعریف کا استحقاق تو آپ ہی رکھتے ہیں)

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اگر کوئی ایسی آیت آجاتی جس میں سجدہ کی ترغیب ہوتی تو آپ اس کی تعمیل میں فوراً سجدہ ریز ہو جایا کرتے تھے۔ (۴۵)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے: سبح اسم ربك الاعلیٰ (اپنے بلند و برتر رب کی پاکی بیان کرو) تو اس کی تعمیل کرتے ہوئے کہتے: سبحان ربی الاعلیٰ (پاک ہے میرا رب جو بلند و برتر ہے) (۴۶)

۵۔ موسیٰ بن ابی عاصم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نماز پڑھتے ہوئے جب یہ آیت پڑھتے: الیس ذلک بقادر علیٰ ان یمحیٰ الموتیٰ (کیا اللہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟) تو جواب میں کہتے: سبحانک فلی۔ (یا اللہ، تو پاک ہے۔ کیوں نہیں؟) لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے۔ (۴۷)

۶۔ حضرت حذیفہؓ اور حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ دوران تلاوت میں ہر ایسی آیت پر کھڑے ہو کر دعا کرتے جس میں اللہ کی رحمت کا ذکر ہوتا اور ہر ایسی آیت پر ٹھہر کر اللہ کی پناہ مانگتے جس میں اللہ کے عذاب کا ذکر ہوتا۔ (۴۸)

روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس ذوق کی تربیت کے لیے صحابہ کی پوری پوری حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

رفاع بن رافع کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک آدمی نے بلند آواز سے کہا، ربنا ولك الحمد حمدا کثیرا طیباً مبارکاً فیہ۔ (یا اللہ تعریف کا استحقاق تو آپ ہی رکھتے ہیں۔ ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو اور جس میں برکت ہی برکت ہو) جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس آدمی نے کہا، میں نے۔ آپ نے فرمایا:

رایت بضعة وثلاثین ملکا یبتدرونها ”میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو لپکتے ہوئے

دیکھا۔ ہر ایک ان کلمات کو پہلے لکھ لیتا چاہتا تھا“

ایہم یکتبہا اول (۴۹)

انفرادی اذواق کا لحاظ

عبادت کو ایک زندہ عمل بنانے کے لیے نفسیاتی لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ اس میں آدمی کو اپنے انفرادی ذوق اور داخلی کیفیات کے تحت بعض چیزوں کے اخذ و انتخاب کا اختیار ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اس فطری پہلو کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ دیکھئے کہ اگرچہ نماز کا بنیادی ڈھانچہ متعین کر دیا گیا ہے، لیکن اس کے بعض اعمال کے بارے میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ لوگ ان میں اپنے ذوق کے مطابق کوئی بھی طریقہ اختیار کر لیں۔

رفع یدین: رفع یدین کا عمل دراصل انسانی عزم و ارادہ کے اظہار کی ایک شکل ہے۔ سنت ثابتہ کی رو سے اگرچہ یہ صرف نماز کے آغاز میں لازم ہے، لیکن روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت، سجدے سے اٹھتے اور دوبارہ سجدے میں جاتے وقت اور اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کیا۔ ان مواقع پر رفع یدین کرنا اصلاً دین کا مطالبہ نہیں بلکہ اس کا مدار انسان کے ذاتی ذوق پر ہے۔

وضع الیدین: سنت ثابتہ کی رو سے قیام کی حالت میں ہاتھ باندھنا نماز کے آداب میں شامل ہے۔ لیکن ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ صحابہ اور تابعین سے سینے پر، ناف پر اور ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے مختلف طریقے منقول ہیں، تاہم اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تصریح مستند طریقے پر ثابت نہیں ہے، جس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں کوئی ایک متعین طریقہ دین میں مطلوب نہیں بلکہ انسان اپنے ذوق کے مطابق جہاں چاہے، ہاتھ باندھ سکتا ہے۔

قراءت فاتحہ: قرآن مجید کی رو سے یہ بات قرآن کے آداب میں سے ہے کہ جب اس کی تلاوت کی جائے تو اسے خاموش ہو کر اور توجہ سے سنا جائے۔ (الاعراف) اس کا اطلاق، ظاہر ہے کہ نماز پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مواقع پر نماز میں اپنے پیچھے قراءت کرنے والوں کو تنبیہ بھی فرمائی۔ تاہم دین میں انسان کے ذاتی ذوق اور اس کی داخلی کیفیات کا اس حد تک لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص خود اپنی زبان سے قراءت کیے بغیر اطمینان محسوس نہ کرتا ہو تو اسے قراءت کی اجازت دی گئی ہے، اگرچہ بظاہر اس میں مذکورہ ادب کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا، کیا جب امام پڑھ رہا ہوتا ہے تو تم بھی قراءت کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا، ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا:

فلا تفعلوا الا ان يقرأ احدكم بفاتحة الكتاب (۵۰)

”نہ پڑھا کرو۔ ہاں اگر کوئی فاتحہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔“

آمین بالجہر: سورہ فاتحہ جیسی اعلیٰ ترین دعا کے جواب میں مقتدیوں کے لیے آمین کہنا سنت ثابتہ کی رو سے مشروع ہے۔ لیکن یہ آمین آہستہ آواز میں کہی جائے یا اونچی آواز میں؟ روایات اور صحابہ کے آثار سے دونوں طریقوں کا ثبوت ملتا ہے۔ نفسیاتی لحاظ سے انسان کبھی آہستہ آمین کہنے میں زیادہ کیف محسوس کرتا ہے اور کبھی بلند آواز میں۔ چنانچہ اس کا تعلق بھی انسان کی داخلی کیفیات سے ہے۔

نماز کے اذکار: نماز میں پڑھے جانے والے اذکار میں سے صرف تین ایسے ہیں جو دین میں لازم کیے گئے ہیں، یعنی تکبیرات انتقال، سورہ فاتحہ اور سلام۔ اس کے علاوہ باقی مواقع کے لیے کلمات اور دعاؤں کو متعین کرنے کے بجائے ان کا انتخاب شخصی اذواق پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ مواقع حسب ذیل ہیں:

آغاز نماز کے اذکار: اس موقع پر تقریباً نو اذکار رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں جن کی تفصیل کتب حدیث میں دیکھی جاسکتی ہے۔

فاتحہ کے بعد قراءت: سورہ فاتحہ کے بعد نمازی قرآن کا کوئی بھی حصہ اپنے ذوق کے مطابق تلاوت کر سکتا ہے۔ رکوع و سجود کی تسبیحات: رکوع و سجود کے موقع پر بھی متعدد تسبیحات اور دعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں اور نمازی ان میں سے کوئی بھی منتخب کر سکتا ہے۔ تشہد کے کلمات: رسول اللہ ﷺ نے مختلف صحابہ کو تشہد کے مختلف کلمات کی تعلیم دی۔ آدمی ان میں سے جو کلمات بھی چاہے، پڑھ سکتا ہے۔ تشہد کے بعد کی دعائیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تشہد کے بعد آدمی اپنی پسند کی جو بھی دعا چاہے، پڑھ سکتا ہے۔

حوالہ جات

- (۱) صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب اذا صلح علی صلح جور فاح مردود، حدیث ۲۶۹۷
- (۲) سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث ۴۶۰۷
- (۳) سورۃ الحج،

- (۴) صحیح بخاری، الایمان، باب سوال جبریل النبی ﷺ، حدیث ۵۰
- (۵) مختصر الترغیب والترہیب لابن حجر، ص ۵۷
- (۶) صحیح بخاری، الصوم، باب من لم یذبح قول الزور، حدیث ۱۹۰۳
- (۷) سنن ابن ماجہ، الصیام، باب ما جاء فی الفقیہ والرفق فی الصوم، حدیث ۱۶۹۰
- (۸) سورہ آل عمران،
- (۹) صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب اثم من رآی بقراءۃ القرآن، حدیث ۵۰۵۹
- (۱۰) تزکیۃ نفس، جلد اول، ص ۲۳۵
- (۱۱) صحیح بخاری، الایمان، باب سوال جبریل النبی ﷺ، حدیث ۵۰
- (۱۲) مسند احمد، ج ۲، ص ۳۶
- (۱۳) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعہ، حدیث ۸۷۸
- (۱۴) صحیح مسلم، باب ما یجالی فی الركوع والجموع؟، حدیث ۱۰۸۳
- (۱۵) صحیح مسلم، باب اعضاء السجود، حدیث ۱۱۰۰
- (۱۶) سنن ابی داؤد، باب اعضاء السجود، حدیث ۸۹۲
- (۱۷) سنن ابی داؤد، باب صلاۃ من لا یقیم صلیہ فی الركوع والجموع، حدیث ۸۵۵
- (۱۸) سنن ابی داؤد، حدیث ۸۶۱
- (۱۹) سنن ابی داؤد، باب صلاۃ من لا یقیم صلیہ فی الركوع والجموع، حدیث ۸۶۲
- (۲۰) صحیح مسلم، باب کرہۃ الصلاۃ بخضرۃ الطعام، حدیث ۱۲۳۶
- (۲۱) صحیح مسلم، باب امر من نفس فی صلاۃ، حدیث ۱۸۳۵
- (۲۲) سنن ابی داؤد، باب ما یؤمر المصلی ان یدرأ عن المزمین یدیه، حدیث ۶۹۹
- (۲۳) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب منع المارین یدی المصلی، حدیث ۱۱۳۲
- (۲۴) اللخ الربانی بترتیب مسند الامام احمد، احمد عبدالرحمن البناء، ج ۳، ص ۱۰۱
- (۲۵) صحیح بخاری، الصلاۃ، باب اذ صلی فی ثوب لہ اعلام، حدیث ۳۷۳
- (۲۶) صحیح بخاری، الصلاۃ، باب ان صلی فی ثوب مصطب او تصادیر لہ تلقد صلاۃ، حدیث ۳۷۴
- (۲۷) مسند احمد، ج ۲، ص ۳۶
- (۲۸) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب تحريم الکلام فی الصلاۃ، حدیث ۱۱۹۹
- (۲۹) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب انشی عن رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ، حدیث ۹۶۶

- (۳۰) صحیح بخاری، الصلاة، حدیث ۳۹۰
- (۳۱) سنن ابی داؤد، باب الاتفات فی الصلوۃ، حدیث ۹۱۰
- (۳۲) صحیح مسلم، باب الامر بالسکون فی الصلوۃ، حدیث ۹۷۱
- (۳۳) صحیح بخاری، الاذان، حدیث ۷۶۷
- (۳۴) سنن ابی داؤد، الصلاة، حدیث ۴۷۵
- (۳۵) مسند احمد، مسند الکلبین، حدیث ۱۵۰۶۸
- (۳۶) سنن ابی داؤد، الادب، حدیث ۴۳۷۲
- (۳۷) سنن نسائی، کتاب السجود، باب السجود عن یمن، حدیث ۱۱۹۲
- (۳۸) صحیح بخاری، اللباس، حدیث ۵۳۵۵
- (۳۹) سنن ابی داؤد، باب الاسبال فی الصلوۃ، حدیث ۶۳۸
- (۴۰) سنن ابی داؤد، باب السدل فی الصلوۃ، حدیث ۶۴۳
- (۴۱) سنن ابی داؤد، باب الرجل یصلی عاقفا شعره، حدیث ۶۳۶
- (۴۲) صحیح مسلم، باب الاعتدال فی السجود، حدیث ۱۱۰۲
- (۴۳) صحیح مسلم، باب کرهية الاختصار فی الصلوۃ، حدیث ۱۲۱۸
- (۴۴) صحیح بخاری، الاذان، باب جهر المأموم بالتأتمین، حدیث ۷۸۲
- (۴۵) سنن ابی داؤد،
- (۴۶) سنن ابی داؤد، باب الدعاء فی الصلوۃ، حدیث ۸۸۳
- (۴۷) سنن ابی داؤد، باب الدعاء فی الركوع والسجود، حدیث ۸۸۴
- (۴۸) سنن ابی داؤد، باب ما یقول الرجل فی رکوع وسجود، حدیث ۸۷۳۸
- (۴۹) صحیح بخاری، الاذان، باب، حدیث ۷۹۹
- (۵۰) مسند احمد، جلد ۴، ص